

حامدی صاحب کے تحریکی سفر کی داستان

(بہ شکل خطوط بنام قاری منہاج الدین صاحب)

مولانا خلیل حامدی صاحب ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامیہ منصوبہ لاہور

پچھلے سفر کی مختصر رودادیں آپ کو بھیج چکا ہوں مجھے اُمید ہے کہ ان رودادوں پر مشتمل میرے تمام مکاتیب آپ کو مل گئے ہوں۔ یہ خط میں آپ کو کویت سے لکھ رہا ہوں۔

کویت میں طویل قیام | کویت میں میرا قیام کچھ طویل ہو گیا ہے۔ یہاں چونکہ حلقہ احباب

بہت وسیع ہے اس لیے بڑی مشکل کے ساتھ مختلف پروگراموں کو جھگڑ رہا ہوں۔ میں کویت میں ۱۳ دسمبر ۱۹۸۳ء کو پہنچ گیا تھا اور آج ۱۳ جنوری ۱۹۸۴ء ہے۔ واپسی کے لیے آج کل کہتے ہوئے

تین ہفتے ہو گئے ہیں۔ سردست میرا ارادہ یہ ہے کہ میں، ۱۳ جنوری کو دوبارہ چلا جاؤں اور چند روزہ ریاض میں رہ کر لاہور پہنچ جاؤں۔ یہ ارادہ کہاں تک بروئے کار آتا ہے خدا ہی جانتا ہے۔

لا تجزی الرياح بما تشتهيه السفن۔

ہوٹل فنیشیا کے مسلمان کارکن | میں کویت میں، کویت کی اسلامی تحریک جمعیتہ الاصلاح الاجتماعی،

کی دعوت پر آیا ہوں۔ کویت کے ایک بارونتی حصے میں میں فنیشیا ہوٹل میں مقیم ہوں۔ یہ ایک درمیانہ درجے کی فرودگاہ ہے، لیکن ایک خوبی اس میں ایسی پائی جاتی ہے جو یہاں کے ہٹن اور ہوٹل کے

میں بھی نہیں پائی جاتی۔ وہ یہ ہے کہ اس کے تمام خدمت گار، خواہ اُن کا تعلق ریستوران سے

ہو یا روم سروس سے، ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی اکثریت مسلمان ہے، بلکہ مزید

برآں ان کی ہمدردیاں تحریک اسلامی کیرالا (مبجارت) سے ہیں، چنانچہ ان لوگوں کی کارگردگی

میں میاں پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اسلامی جذبات کی عملداری بھی ہے۔ یہ تمام ملازمین خاکسار سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جناب میاں طفیل محمد صاحب بھی اسی ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ یہ لوگ ان کی بھی بار بار بغیریت معلوم کرتے رہتے ہیں۔ بعض نوجوانوں کے پاس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی تصویریں ہیں جنہیں وہ بڑے شوق سے مجھے لاکر دکھاتے رہتے ہیں۔ اس ہوٹل میں دو مطعم (رستوران) ہیں۔ ایک مطعم ہندی جس میں ہندو پاک کے بکوان پیش کیے جاتے ہیں اور دوسرا مطعم چینی (چینی رستوران) جس کے کھانے بھی چینی خدمت کار بھی چینی اور نظم و نسق بھی چیدیوں کے ماتحت میں ہے۔

مہفتہ افغانستان واقوام اسلامیہ | اوپر عرض کر چکا ہوں کہ میں یہاں جمعیت الاصلاح افغانستان کی دعوت پر آیا ہوں۔ دراصل جمعیت نے یہاں ۲۴ دسمبر تا ۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء (کویت میں) ”مہفتہ افغانستان واقوام اسلامیہ“ منایا ہے۔ اس تقریب میں شرکت کے لیے جمعیت نے ”اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان“ کے امیر پروفیسر عبدالرسول سیاف کو بھی مدعو کیا تھا۔ لبنان اور مصر سے بھی بعض حضرات شریک ہوئے تھے۔ عام تقریبات تو ۲۳ دسمبر ۱۹۸۳ء کو شروع ہو گئی تھیں، البتہ تقریروں کا پروگرام ۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء کو شروع ہوا۔ مغرب کے بعد جمعیت کے آٹو میٹوریم میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جمعیت کے صدر استاذ عبداللہ العلی المطوع نے افتتاحی خطاب پیش کیا اور مہفتہ افغانستان واقوام اسلامیہ کے مقاصد اور ضرورت پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد کویت کے وزیر صحت ڈاکٹر عبدالرحمن عوضی نے مختصر تقریر کی اور افغانستان کی تحریک آزادی اور اسلامی شریعت کے نفاذ کی کوششوں کو سراہا۔ آخر میں سیاف صاحب نے تقریر کی۔

افغان فنڈ کے لیے رفاہی بازار | یہ تقریبی پروگرام تین دن تک جاری رہا۔ اس کے ساتھ ہی جمعیت کی طرف سے جمعیت کے مرکز میں الشوق الخیری کے عنوان سے ایک رفاہی بازار لگایا گیا۔ جمعیت کے کارکنوں نے اس میں مختلف اشیاء کے سٹال لگائے جن پر یہ

لے پاکستان میں ایسا بازار صرف مینا بازار ہوتا ہے جسے آراستہ پیراستہ گیمات اور طلائع لکاتی ہیں (ماہ)

اشیاء لگے داموں فروخت ہوتی ہیں اور یہ ساری آمدنی افغان فنڈ میں جمع ہو رہی تھی جمعیت کے کارکن یہ اشیاء کویت کے دکانداروں سے عطیہ کے طور پر جمع کرتے تھے اور پھر رفاہی بازار میں نہایت سستے داموں یعنی قیمت خرید پر فروخت کرتے تھے، پنانچہ وہی ریڈیو یا ٹیلی وژن یا جوتے یا کپڑے جو بازار میں تاجر کئی گنا منافع پر فروخت کر رہے تھے، رفاہی بازار میں نہایت سستے پاک رہے تھے۔ اس کی وجہ سے "السوق الخیری" میں خریداروں کا بڑا ہجوم تھا۔ کویت کے تاجروں نے اس مہم میں بڑی دلچسپی اور تعاون کا اظہار کیا۔ جمعیت کے کارکن جس دکاندار کے پاس گئے، اُس نے بلا تردد اپنے سامان میں سے کچھ نہ کچھ فنڈ کے طور پر پیش کر دیا۔ رفاہی بازار میں آنے والے بعض خریدار بھی بڑے صاحبِ جذبہ نکلے۔ وہ ایک چیز خریدتے، اُس کی قیمت ادا کر دیتے اور پھر خریدی ہوئی چیز بھی وہیں چھوڑ کر چلے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں انفاق میں کویت کے مسلمانوں نے بڑی دلچسپی لی اور شوق و ولولے کا ثبوت دیا۔ کویت کا ہر فرد مسئلہ افغانستان سے بڑی دلچسپی رکھتا ہے اور مجاہدینِ افغانستان کو بڑی محبت و عقیدت سے یاد کرتا ہے۔

دوسری طرف وزارتِ اوقاف کی طرف سے کویت کے خطباء ائمہ مساجد کے نام ایک چمچٹی جاری کی گئی تھی جس میں انہیں توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ خطباتِ جمعہ میں افغانستان و اقوامِ اسلامیہ کے موضوع پر تقریر کریں اور عوامِ الناس کو انفاق فی سبیل اللہ پر اکسائیں افغانستان کے متعلق تصویریں نمائش کے متعلق ایک تصویریں نمائش بھی لگائی گئی جس میں افغانی مجاہدین کے کارنامے اور دشمن سے چھینے ہوئے اسلحہ اور زخمی مجاہدین کی تصویریں دکھائی گئیں۔ زخمی مجاہدین کی تصویریں زیادہ تر وہ نقبیں جو پشاور کے "افغان سرجیکل اسپتال" کے زخمیوں پر مشتمل تھیں۔ کویت کے ہفتہ وار "المجتمع" نے خصوصی نمبر نکالا۔ الغرض جمعیتِ اصلاح نے ہفتہ افغانستان کے نام سے مختلف قسم کی سرگرمیوں کا انتظام کیا۔

ایمر جنسی کے باوجود | یہ سب کچھ اس کے باوجود ہوا کہ کویت کے اندر ان دنوں ایمر جنسی لگی ہوئی تھی اور کوئی عوامی تقریب نہیں منعقد ہو سکتی تھی۔ اگر ایمر جنسی نہ ہوتی تو ہفتہ افغانستان

اقوام اسلامیہ کی تقریبات کا سلسلہ وسیع بھی ہوتا اور طویل بھی۔ اس میں مختلف پہلوؤں سے اسلامی تحریکوں کے کارنامے اور حالات پیش کیے جاتے، مگر حالات کی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے جمعیت والوں نے سارے پروگرام کو سکیڑ دیا۔

کویت کا بحران سہ گوئے | کویت دیگر عرب ممالک کی نسبت بڑا باحوصلہ اور زندہ دل ملک ہے۔ دیگر ممالک میں جو غیر معمولی گھٹن پائی جاتی ہے کویت بڑی حد تک اس سے محفوظ ہے، البتہ کویت جس کی اصل آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے، ان دنوں تین سہ سو بحرانوں سے دوچار ہے:

تجارتی جمود اور معاشرتی پیچیدگیاں | ایک یہ کہ ایران و عراق کی جنگ نے اس پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے۔ جنگ سے پہلے اس کے تجارتی تعلقات ایران، عراق اور خلیج کے دوسرے ممالک سے وسیع پیمانے پر تھے جو تقریباً منقطع ہو چکے ہیں۔ کویت محض اپنی محدود آبادی کے بل بوتے پر تجارت میں وسعت و رونق اختیار نہیں کر سکتا۔ تجارتی جمود کے ساتھ ایران عراق جنگ نے یہاں سیاسی اور معاشرتی پیچیدگیاں بھی پیدا کر رکھی ہیں۔

کاغذی کھیل کا غبارہ | دوسرے یہ کہ ۱۹۸۳ء کے آخر میں کویت کی حصص مارکیٹ شدید حادثے کا شکار ہو گئی۔ اس کی تفصیلات عالمی پریس میں آچکی ہیں۔ یہ حادثہ کویت میں "سوق المناخ" کے عنوان سے مشہور ہے۔ کویت پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی بارش ایک عرصہ سے ہو رہی تھی۔ پٹرول کی دولت سے کویتی عوام بھرپور طور پر محفوظ ہو رہے تھے۔ اس کے باوجود کویت کے بعض دنیا پرست تاجروں اور کاروباری لوگوں نے کاغذی کمپنیاں کھول کر ان کے حقے فروخت کرنے شروع کر دیئے۔ بڑے بڑے تاجروں اس میں ملوث تھے ہی، عام باشندوں کی ایک تعداد بھی اہل دنیا کی تقلید کرتے ہوئے راتوں رات لکھ پتی بننے کے شوق میں حصص مارکیٹ میں کود پڑی۔ تین سال تک یہ مارکیٹ بڑے عروج پر رہی، لیکن یہ صرف "کاغذی کھیل" تھا، اس کے غبارے سے ہوا اُس وقت نکلی جب ایک شخص نے حصص مارکیٹ کی طرف سے جاری شدہ نوٹے ملین کویتی دینار کا ایک بنک ڈرافٹ کیش کر دیا۔ یوں حصص مارکیٹ کی ہوا اکھڑ گئی اور آن کی آن میں دولت کے کاغذی قلعے زمین بوس ہو گئے۔

اور ”وجعلنا عاليها سافلها“ کا خوفناک منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

کویت کی اسلامی تحریک اس کا روبرو بار پر شروع سے تنقید کر رہی تھی، مگر دولت کے سبب اس تنقید پر کان دھرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام پسند تاجروں کو اس فتنے سے بچالیا اور جن بڑے تاجروں نے اسلام کی آواز پر کان نہ دھرا وہ افلاک سے خاک پر آ گئے۔

بازار ”المناخ“ سوق المناخ کئی منزلہ عمارت کا نام ہے۔ نیچے پارکنگ ہے اور اوپر دفاتر ہیں۔ اس کی اکثر و بیشتر دکانیں مختلف حصص کمپنیوں نے کرائے پر لے رکھی تھیں۔ ایام عروج میں ان دکانوں کی اہمیت اس قدر تھی کہ ایک دکان حاصل کرنے کے لیے ایک کویتی تاجر نے دکان کے مالک کو ۲ ملین کویتی دینار پگڑی (حق المخلو) کے دیئے۔ پاکستانی کرنسی کے حساب سے یہ رقم آٹھ کروڑ روپے بنتی ہے۔ پھر دکان حاصل کرنے کی خوشی میں اسی تاجر نے دکان میں ۸۰ ہزار دینار کا عود جلا یا۔ ۱۹۸۲ء میں خاکسار جب سوق المناخ دیکھا تھا تو جوتے اور سٹے کی چکا چوند سے یہ عمارت آنکھوں کو چندھیا رہی تھی، مگر اب وہاں سے گزر رہا ہے تو ایک اجاڑ اور منحوس اور قابلِ نفرت فضا استقبال کرتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بیرونی قوتوں کی تخریب کاری | تیسرا بحران کویت کے اندر بعض بیرونی طاقتوں کی تخریب کاری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں کویت میں بعض بیرونی تنظیموں نے دھماکے کیے ہیں کویت کی محدود دسی دنیا میں یہ دھماکے شدت کے ساتھ محسوس کیے گئے اور کویت کی سیاسی اور معاشی زندگی پر ان کا نمایاں اثر پڑا ہے۔

تہذیبی تغیر کی لہری | ان بحرانوں سے قطع نظر کویت میں وسیع پیمانے پر تہذیبی تغیر کی لہری اٹھ رہی ہے۔ راقم نے چھٹے عشرے کے آغاز میں جب کویت کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا تو کویتی عوام کا رخ مادہ پرستی کی طرف تھا۔ ساتویں عشرے کے وسط تک یہ مادہ پرستی، دوسرے لفظوں میں یہ بے راہ روی، آخری حدوں کو چھونے لگی۔ مسجدیں بے آباد ہو گئی تھیں۔ اسلامی تعلیم پر زوال آ گیا تھا، صرف چند بزرگ ایسے رہ گئے تھے جو اپنی نجیف و نزا

آواز کے ساتھ قوم کو اصلاح کی طرف بلا رہے تھے۔ شیخ یوسف القناعی مرحوم، شیخ عبدالرزاق الصالح مرحوم، شیخ محمد الحضری مرحوم اور شیخ عبدالعزیز المطوع اور ان کے بھائی عبداللہ العلی المطوع وغیرہم۔ پھر جمعیت الارشاد الاسلامی کے نام سے ایک مختصر سی تنظیم بھی قائم کی گئی جس کی طرف سے ”ارشاد الاسلامی“ کے نام سے ماہانہ رسالہ اور اسی نام سے ایک دینی اسکول قائم کیا گیا۔ بعد میں یہی جمعیت ایک اور نام اختیار کر گئی، یعنی جمعیت الاصلاح الاجتماعی۔ اس نام کی نئی جمعیت کے روح روان کویت کی ایک نامور شخصیت، جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ جناب عبداللہ علی المطوع تھے۔ مادہ پرستی اور مغربیت فوازی کے سمنہ میں اسلام کی یہ محدود آواز جاری رہی۔ اس آواز نے دناں اسلامی تحریک کی داغ بیل ڈالی، چنانچہ اسلامی تحریک کی شب و روز محنت اور غیر معمولی منصوبہ بندی کی بدولت حالات کا پانسہ پلٹنے لگ گیا۔

پہلے رُخ کدھر تھا | ایک وہ زمانہ تھا جب نوجوان نسل مغربی تہذیب کے پیچھے سر پٹ دوڑ رہی تھی، دولت کی ہمتاں نے اُس کے اندر اسلامی اقدار اور تاریخی روایات کے خلاف جذبات مشتعل کر دیئے تھے۔ لڑکوں کے اندر مہیوں کا ذوق پیدا ہو چکا تھا اور لڑکیوں نے حجاب اُتار کر نیم عریاں لباس پہن لیے تھے اور جدید سے جدید ترکی تلاش میں سرگرداں نظر آ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ فخر سے یہ کہنے لگے تھے کہ کویت یورپ کا ایک حصہ بن رہا ہے۔

تبدیلی | اب حالات یہ ہیں کہ یہی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین کی طرف لوٹے رہے ہیں۔ کویت کی مسجدوں میں جہاں تو اکثریت نوجوان نمازیوں پر مشتمل ملے گی۔ کویت یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس یونین پر اسلام پسند طلباء کا غلبہ ہے اور وہی غیر معمولی اکثریت کے ساتھ انتخابات جیت رہے ہیں۔ اُونچے اُونچے گھرانوں کے لڑکے بارش اور لڑکیاں باحجاب نظر آئیں گی۔ کویت کے نامور اور جذبہ انگیز خطباء کی مسجدوں میں جمعہ کے دن جو ہجوم ہوتا ہے وہ اسلامی شوکت کا ایک ایمان افروز منظر پیدا کر دیتا ہے۔ ان نامور خطباء میں شیخ احمد القحطان، شیخ جاسم المہمل، شیخ محمد العوضی وغیرہم سرفہرست ہیں۔ یہ لوگ اس وقت کویت کی نوجوان

نسل کا مرجع بن چکے ہیں۔ ان کی مسجدیں نوجوانوں سے اس قدر بھر جائیگی کہ مسجدوں کے باہر سڑکوں پر صفیں بنانے کی نوبت آئے گی۔ مسجدوں کے ایک حصے میں لڑکیوں کے لیے بھی باپردہ نماز کا انتظام ہوگا، ان کی حاضری بھی کثرت سے ہوتی ہے۔

اسلامی لٹریچر | کویت کے مکتبوں میں اسلامی لٹریچر بافراط ملے گا جو اس امر کی دلیل ہے کہ اسلامی لٹریچر کے لیے مانگ پائی جاتی ہے۔ جمعیت اصلاح اجتماعی کی طرف سے ہر سال رمضان شریف میں کتابوں کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں عالم عرب کے مختلف مکتبے حصہ لیتے ہیں۔ اس موقع پر کویتی نوجوان اسلامی لٹریچر کی بڑی وسیع پیمانے پر خریداری کرتے ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ امودودیؒ، امام حسن البناؒ، سید قطبؒ، محمد قطبؒ، ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، انور الجندی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر عمر الاشقر، عماد الدین خلیل، محمد صادق العرجون، سعید حموی، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اور عہد حاضر کے دیگر اسلامی مفکرین کی کتابیں نوجوانوں کی دلچسپی کا مرکز ہوں گی۔ اسلامی دعوت، اسلام کے معاشی نظام، اسلامی تاریخ، سیرت رسولؐ، سیرت صحابہؓ، سیرت تابعین، سیرت محدثین و ائمہ، عقائد، اخلاق، اسلامی معاشرت، جدید مسائل و افکار اور جدید اسلامی تحریکوں کے موضوعات پر مشتمل کتابوں کے انبار ملیں گے اور ساتھ ہی قدیم اسلامی لٹریچر جو تفسیر و حدیث اور فقہ و تاریخ کے موضوعات پر مشتمل ہے، نئی تحقیقات کے ساتھ طبع ہو کر آ رہا ہے۔ مسجدوں کی الماریوں میں اسلامی لٹریچر رکھا ہوتا ہے اور مسجدوں کی طرف رجوع کرنے والے نوجوان مسجدوں میں بیٹھ کر اس کا مطالعہ کرتے ہیں نیز مسجدوں کے اندر بچوں اور بڑوں سب کے لیے قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں رخصت کے ایام میں نوجوانوں کے مختلف گروپ تربیتی کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ یہ کیمپ بالعموم صحرا میں لگائے جاتے ہیں اور ہفتہ ہفتہ لگے رہتے ہیں۔ ان کیمپوں کو یہ لوگ حفا کٹی کی تربیت اور روحانی و اخلاقی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔

کویت کی صحافت | کویت کی یومیہ صحافت کا حال بہت دگرگوں ہے۔ اس صحافت پر بالعموم قوم پرستوں اور مغرب زدہ عناصر کا قبضہ ہے۔ کویت کے روزنامے یہ ہیں:

- ۱۔ القبس یہ روزنامہ نسبتاً اسلامی اقدار کی پابندی کرتا ہے اور اپنے چند صفحات اسلامی مضامین کے لیے مخصوص رکھتا ہے۔
 - ۲۔ الوطن۔ اس پر بائیں بازو اور قوم پرست رجحانات کا غلبہ نظر آتا ہے۔ جمعہ کے روز اسلامی مضامین بھی چھپ جاتے ہیں۔
 - ۳۔ الانباء۔ یہ بھی آزاد روی کا قائل ہے اس میں بھی ہفتے میں دو روز اسلامی صفحات ملتے ہیں۔
 - ۴۔ الرأي العام۔ اس کا نہج بھی الوطن سے ملتا ہے۔
 - ۵۔ السياسة۔ اس پر دائیں بازو کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔
- دو روز نامے انگریزی میں ہیں۔ ایک کویت ٹائمز اور دوسرا عرب ٹائمز۔ دونوں کی پالیسی پاکستان کے ”دی مسلم“ اور ”پاکستان ٹائمز“ سے ملتی جلتی ہے۔
- ہفت روزوں میں النهضة اور الميقاتة مغربی تہذیب اور لبرلزم کی عکاسی کرتے ہیں ہفت روزہ المجتمع اور ہفت روزہ البلاغ اسلامی نظریات اور اسلامی تحریکات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ الوعی الاسلامی ماہنامہ ہے اور وزارت اوقاف کی طرف سے نکلتا ہے۔ اس کے مضامین متنوع اور دلچسپ ہوتے ہیں۔
- آرٹ پیپر پر چھپتا ہے۔ ہر پرچے میں مسلمان ممالک میں سے کسی مسلمان ملک یا مسلمانوں کے مسائل میں سے کسی ایک مسئلے پر تحقیقی مواد ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں وزارت اطلاعات کی طرف سے العربی کے نام سے ایک ماہانہ مجلہ ۵۔۲۰ سال سے نکل رہا ہے۔ یہ ادب و تاریخ اور فکر و فلسفہ اور سیاست و معاشرت سے متعلق نہایت قیمتی اور ٹھوس مواد پیش کرتا ہے۔ اس کی اشاعت لاکھوں سے متجاور ہے۔ عالم عرب کے اونچے اہل قلم کی نگارشات اس کا طرہ امتیاز ہے۔ اس کے سابق رئیس التحریر ڈاکٹر زکی مبارک چورنگہ ایک آزاد خیال اور جدید نظریات سے متاثر انسان تھے اس لیے ان کے دور میں اس مجلے کی شہرت یہ تھی کہ اسلامی افکار کو مسخ کر کے پیش کرتا ہے اور نوجوان نسل کو ہر میدان میں لبرل ازم کی تعلیم دیتا ہے۔ عرب نوجوانوں کے اندر اس مجلے نے کافی عرصہ سے اپنا سکہ جما رکھا ہے۔
- اور بھی متعدد ماہانے کویت سے نکلتے ہیں۔ کویت یونیورسٹی کے مختلف شعبے علم و تحقیق کے شاہ پاروں پر مبنی مجلات نکال رہے ہیں۔ کویت کا یہ علمی و فکری پہلو بھی تمام عرب ممالک کی نسبت امتیازی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

(باقی)